باب دوم

معاشرتی اور اخلاقی اقدار

تدریسی معیارات

یہ باب پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات سے امید کی جاتی ہے کہ وہ:

- کامل یقین رکھیں گے کہ تمام کائنات کا خالق و مالک صرف مالکِ حقیقی ہے۔
- تمام مذاہب کی عام طور پر قابل قبول باتوں کو اپنا سکیں ۔
- مالکِ حقیقی کی پسندیدہ صفات جان کر خود میں پیدا کر سکیں۔
- عملی مظاہرہ کر سکیں کہ مالکِ حقیقی کا فرمانبر دار ہونے کے ساتھ آدمی ریاستی قانون کے لیے بھی جواب دہ ہے۔
- جان سکیں کہ خود احتسابی کا شعور انسان میں صحت مند اخلاقی صفات پیدا کرتا ہے۔
- سمجھ سکیں کہ کائنات میں دن رات اور موسم وغیرہ مقررہ وقت پر تبدیل ہوتے ہیں۔ اسی طرح انسان کو بھی وقت کی پابندی اور فرمانبرداری کرنی چاہیے۔

جس ماحول میں انسان رہتا ہے، اپنے ارد گرد کے لوگوں سے تعلقات قائم کرتا ہے اور معاملات سرانجام دیتا ہے یہ تمام باتیں معاشرہ بناتی ہیں۔ معاشرے میں رہنے والے انسانوں سے طور طریقے اور زندگی گزارنے کا سلیقہ ہر شخص کا الگ الگ ہوتا ہے۔ اس رویے کو کچھ اصول و قواعد کے ماتحت چلانے کا نام "اقدار" ہے، جس کی واحد "قدر" ہے۔ ایسے کارآمد اصول و ضوابط جن کی بدولت لوگوں کے کردار و معاشرے میں بہتری ہو ان کو "اخلاقی اقدار" کہا جاتا ہے۔

مالکِ حقیقی کی جانب نیک گمان رکھنے اور اس کے احکامات کی پیروی کرنے سے انسان میں فرمانبرداری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنے مذہب کی طرف سے دی گئی ہدایات پر عمل پیرا ہونے کے لیے مائل ہوتا ہے، برائی سے بچنے اور نیکی کی راہ اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے، دوسروں سے ہمدردی، رحمدلی اور خیر خواہی کا مظاہرہ کرتا ہے اور اپنی سیرت کو کردار کو اس اعلیٰ مقام تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے جس سے اس کے ذاتی کردار کے علاوہ معاشرے پر بھی مثبت اثرات مرتب ہوں اور ایک پرامن ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔

اس باب میں "مالکِ حقیقی کی کبریائی"، "مذاہب کی عبادت گاہیں اور عبادتوں کے طریقے"، "مذاہب میں پرہیز گاری، رحمدلی، ہمدردی اور سچائی کا تصور"، "احتساب اور انسانی کردار پر اس کا اثر" اور "مذہبی اعتبار سے وقت کی پابندی اور اس کی اہمیت" کے عنوانات سے اسباق شامل کیے گئے ہیں۔

مالکِ حقیقی کی کبریائی

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- عملی مظاہرہ کر سکیں کہ ہر کام کی ابتدا مالکِ حقیقی کے نام سے کی جائے۔
- اس بات کو برحق سمجھ سکیں کہ جس نے مالکِ حقیقی کی قدر نہیں کی اس نے اسے نہیں پہچانا۔
- یہ نتیجہ اخذ کر سکیں کہ خدمت خلق در حقیقت مالکِ حقیقی کو راضی کرنے کا نام ہے۔
- اس بات کی اہمیت جان سکیں کہ انسانی زندگی کا مقصد اصلی مالکِ حقیقی کو پہچاننا ہی ہے۔

اس دنیا اور پوری کائنات میں موجود تمام چیزوں مثلاً: سورج، چاند، ستاروں، سیاروں اور کہکشاؤں کو پیدا کرنے اور چلانے والی ذات مالکِ حقیقی کی ہے۔ وہ ازل سے ہے اور ابد تک قائم و دائم رہے گا۔ وہ سب کچھ جاننے والا، ہر ایک کو رزق دینے والا، ہر چیز پر قدرت رکھنے والا اور بڑا مہربان ہے۔ اس کے ساتھ ہم سری کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ تمام انسان، چرند، پرند، حیوان و کیڑے مکوڑے اور آبی حیات کی تمام اقسام اسی کی مخلوق ہیں۔ مالکِ حقیقی نے تمام مخلوق سے انسان کو "اشرف المخلوقات" کا درجہ عنایت فرمایا ہے جو اس کی انسانوں پر اس کی خاص عنایت ہے۔ اس لیے ہمیں ہر وقت مالکِ حقیقی کی حمد وستائش کرنی چاہیے، اس کی کبریائی بیان کرنی چاہیے، ہر دم اسی کو یاد رکھنا چاہیے اور اپنے ہر کام کی ابتدا اسی کے نام سے کرنی چاہیے۔

جس طرح شاہ عبداللطیف بھٹائی نے اپنی شاعری کا آغاز اسی انداز سے کیا ہے جس کا اردو ترجمہ شیخ ایاز نے ان اشعار سب کیا ہے:

تیری ہی ذات اول و آخر، توہی قائم ہے اور تو ہی قدیم
تجھ سے وابستہ ہر تمنا ہے، تیرا ہی آسرا ہے رب کریم
کم ہے جتنی کریں تری توصیف، توہی اعلیٰ ہے اور تو ہی علیم
والی شش جہات واحد ذات، رازق کائنات، رب رحیم۔

دنیا کے تمام اہم مذاہب اور ان کے مقدس کتابوں میں انسان کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ وہ اپنے خالق ومالک کی حمد وثنا کرے اور تمام مخلوق کی بے لوث خدمت کرے کیونکہ بندہ ہونے کے ناتے مالکِ حقیقی کے نزدیک تمام انسان برابر ہیں۔ اس کو اپنی تمام مخلوق بے حد عزیز ہے۔ وہ ہر ذی روح میں آباد ہے، وہ ہر جگہ موجود ہے اور زمین پر موجود ہر جاندار کو اس کی تحقیق کے مطابق رزق دیتا ہے۔

اگر کوئی ناسمجھ آدمی سمجھتا ہے کہ وہ یا کوئی اور لوگوں کو مالکِ حقیقی کے سوا رزق دیتا ہے اور وہ مالکِ حقیقی کی رضا کے لیے کچھ بھی کوشش نہیں کرتا تو ایسا شخص خود کو پہچان سکا ہے نہ ہی اپنے پیدا کرنے والے مالکِ حقیقی کو۔ اگر مالکِ حقیقی کے سامنے وہ اس بات پر شرمندہ نہ ہوا تو اس کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہیں۔ اس کے پاس دوسرے جہاں میں لے جانے کے لیے کوئی نیکی یا اچھا کام نہیں ہوگا۔ اس لیے مشہور ہے کہ "جس نے خود کو پہچان لیا گویا اس نے مالکِ حقیقی کو پہچان لیا۔"

مالکِ حقیقی کی معرفت اور اس کی مخلوق سے نیکی کرنے سے متعلق تمام مذاہب نے ہدایات دی ہیں مثلاً:

- **اسلام:** اسلام سکھاتا ہے کہ "لوگوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو دوسروں کو نفع پہنچاتا ہے۔" اسی طرح مشہور ہے کہ: انسان کی عظمت خدمتِ خلق ہی میں ہے۔
- **مسیحیت:** مسیحیت میں دوسروں کی خدمت کو مالکِ حقیقی کی خدمت کے طور پر مانا گیا ہے۔
- **ہندو دھرم / سناتن دھرم:** ہندو دھرم / سناتن دھرم کے مطابق "پر اپکار" یعنی لوگوں کی خدمت کرنا ہی اصل دھرم ہے۔
- **بودھ دھرم:** بودھ دھرم نے انسان اور حیوان میں فرق، خدمتِ خلق کو قرار دیا ہے۔ مہاتما گوتم بودھ کا فرمان ہے: جو اپنے لیے جیتا ہے وہ حیوان ہے اور جو دوسروں کے لیے جیتا ہے وہ انسان ہے۔
- **زرتشت ازم اور تاؤازم:** زرتشت ازم اور تائو ازم میں بھی خدمتِ خلق کی مالکِ حقیقی کی خدمت کہا گیا ہے۔

مالکِ حقیقی نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس لیے اسے مالکِ حقیقی کی عظمت و کبریائی کا اقرار کرنا چاہیے۔ اس کے احکامات کی پیروی کرنی چاہیے اور اپنے ہر کام کی ابتدا اسی کے مبارک نام سے کرنی چاہیے کیونکہ مالکِ حقیقی کے نام سے شروع کیے ہوئے ہر کام میں برکت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ہر اسکول سے لے کر قومی اسمبلی تک کے اجلاس کی ابتدا اس مالکِ حقیقی کے اسم مبارک سے کی جاتی ہے۔

یہ زندگی انسانوں کے لیے مالکِ حقیقی کا ایک انمول تحفہ ہے جس کی قدر کرنی چاہیے، ایک ہی مرتبہ ملی ہوئی زندگی کے اصل مقصد کو پہچاننا چاہیے کیونکہ اسی زندگی میں انسان مخلوق کی خدمت کر کے اپنے مالکِ حقیقی کو راضی کر سکتا ہے۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

ہماری دنیا اور اس کائنات میں موجود تمام چیزوں مثلاً: سورج، چاند، ستاروں، سیاروں اور کہکشاؤں کو پیدا کرنے والی ذات مالکِ حقیقی کی ذات ہے۔ جو ازل سے موجود ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا۔ وہ ہر چیز کو جاننے والا، ہر ایک کو رزق دینے والا، سب پر قدرت رکھنے والا اور بے حد مہربان و شفیق ہے، اسی سے ہم سری کرنے والا کوئی بھی نہیں ہے، دنیا کے تمام مذاہب کی مقدس کتابوں میں انسانوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے خلاق و مالک کی حمد و ثنا کریں اور اس کی مخلوق کے بے لوث خدمت گار بنیں، اگر کوئی بے سمجھ شخص مالکِ حقیقی کے مقابلے میں خود کو زیادہ اہمیت دیتا ہے اور اس کی رضامندی کے لیے کوشش نہیں کرتا ہے وہ حقیقت میں دنیا اور آخرت کا نقصان کر رہا ہے، مالکِ حقیقی کی معرفت کے بغیر اس کی دنیا اور آخرت دونوں اکارت ہو جائیں گے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. مالکِ حقیقی کی کبریائی کو ظاہر کرنی والی صفات کون سی ہیں؟
2. ہمیں اپنے کام کی ابتدا کس طرح کرنی چاہیے؟
3. مالک حقیقی تمام جہان کو رزق کیسے مہیا کرتا ہے؟
4. خدمت خلق کے بارے میں تمام مذاہب کیا رہنمائی کرتے ہیں؟
5. مالکِ حقیقی کی نعمتوں کا شکر کس طرح ادا کرنا چاہیے؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. مالکِ حقیقی کی کبریائی کے بارے میں تمام مذاہب کی کیا ہدایات ہیں؟
2. مالکِ حقیقی کی نعمتوں اور اس کے نام کو یاد رکھنے کے کیا فائدے ہیں؟

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. انسانی رہن سہن اور ارد گرد کا ماحول کہلاتا ہے:

(الف) ماحول　　(ب) موسم
(ج) رواج　　(د) معاشرہ

2. رہن سہن، معاملات اور بہتر تعلقات کے اصول کہلاتے ہیں:

(الف) معاشیات　　(ب) شہرت

(ج) اقدار　　(د) کردار

3. جو دوسروں کے لیے زندہ رہتا ہے حقیقت میں وہی ہے:

(الف) مہان　　(ب) اُتم

(ج) بے وقوف　　(د) انسان

4. ہر نیک کام کی ابتدا کرنی چاہیے:

(الف) مالکِ حقیقی کے نام سے　　(ب) اپنی ذات سے

(ج) چھوٹے کام سے　　(د) اعلیٰ کام سے

5. تیری ہی ذات اول و آخر" شاہ عبد اللطیف بھٹائی کے مصرے کا مترجم ہے:

(الف) سچل سرمست　　(ب) شیخ ایاز

(ج) بیدل　　(د) آغا سلیم

سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ وطالبات کو مالکِ حقیقی کی کبریائی سے متعلق درج ذیل دو عنوانات پر نوٹس تیار کروانے کا کہا جائے جو وہ جماعت میں پیش کریں: 　＊ مالکِ حقیقی کی اہم صفات۔ 　＊ اہم مذاہب میں مالک حقیقی کی کبریائی۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات اہم مذاہب میں مالکِ حقیقی کے لیے مقرر کردہ متبرک ناموں کے بارے میں بتانے کے بعد انھیں بتایا جائے کہ اگرچہ یہ نام و مذاہب مختلف ہیں تاہم ان کا مقصد ایک مالکِ حقیقی تک پہنچنا ہے۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی

لفظ	معنی	لفظ	معنی
کہکشاں	چھوٹے چھوٹے ستارے	ازل	ہمیشہ کی ابتدا
ابد	ہمیشہ کی انتہا	ہم سری	برابری
عنایت	عطیہ، مہربانی	ستائش	تعریف

اہم مذاہب کی عبادت گاہیں اور عبادت کے طریقے

(اہم مذاہب کے لیے احترام اور اجتماعی رویہ)

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- اہم مذاہب کی عبادت گاہوں کے نام بیان کر سکیں۔
- ان عبادت گاہوں کی اہم باتوں کا نقشہ تشکیل دے سکیں۔
- تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کے احترام کا عملی مظاہرہ کر سکیں۔
- اہم مذاہب میں مروجہ عبادات کے طریقے مختصر طور پر بیان کر سکیں۔
- اس بات کی تعریف کر سکیں کہ بندگی کے مختلف طریقوں کے باوجود ہر طرح کی عبادت صرف مالکِ حقیقی ہی کے لیے ہی ہے۔
- اس بات کو سمجھ سکیں گے کہ عبادت ذہنی سکون اور اطمینان ملتا ہے۔
- یہ نتیجہ اخذ کر سکیں کہ جو لوگ مالکِ حقیقی کی پناہ میں آتے ہیں وہ کبھی بھی گم راہ نہیں ہوتے۔
- یہ نتیجہ اخذ کریں گے کہ جن لوگوں کے پیشوا مالکِ حقیقی سے محبت کرنے والے اور اس کی نافرمانی سے خوف کھانے والے ہیں ان سے رویوں میں مثبت تبدیلی رونما ہوتی ہے۔

انسانی زندگی پھولوں کا بستر نہیں ہے بلکہ وہ دکھ سکھ کا ملا جلا جہان ہے۔ جس میں انسان کو کبھی خوشیاں نصیب ہوتی ہیں تو کبھی تکلیفوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے یہ خوشیاں اور تکلیفیں ہماری زندگی کا حصہ ہیں۔ ان سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ جوان مردی سے مشکلات کا مقابلہ کرنا چاہیے اور ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ عام طور پر ایسی مشکل حالات میں انسان کو مالکِ حقیقی یاد آتا ہے۔ اپنا غم ہلکا کرنے کے لیے اور سکون حاصل کرنے کے لیے آدمی دل ہی دل میں مالکِ حقیقی کا دھیان کرتا ہے پھر اپنی مذہبی رسوم کے اعتبار سے عبادت گاہ میں جا کر تنہا یا اجتماعی طور پر بندگی میں شروع کرتا ہے۔ جس سے اسے دلی اطمینان ملتا ہے۔ چنانچہ ایک فرمانبردار بندے کو خوشی یا غمی دونوں صورتوں میں اپنے مالکِ حقیقی کے احکامات کی پیروی کیے لیے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ دنیا کے اہم مذاہب کی عبادت گاہوں کے نام، تعارف اور عبادت کے طریقے اس طرح ہیں:

مسجد

مسجد کے معنی "سجدہ کی جگہ" ہے، مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے، جہاں وہ ایک امام کے پیچھے صف باندھ کر رکوع اور سجدے ادا کرتے ہیں۔ مسجد ایک چورس یا مستطیل ہال پر مشتمل ہوتی ہے جس کو سامنے ایک صحن اور ہال میں قبلہ رخ پر امام کے کھڑے ہونے کے لیے ایک محراب بھی ہوتی ہے۔ کچھ بڑی مساجد میں بر آمدے بھی ہوتے ہیں، عمارت کے اوپر ایک یا ایک سے زیادہ گنبد اور کونوں پر مینار ہوتے ہیں۔

مسلمان مسجد میں روزانہ پانچ وقت نماز ادا کرتے ہیں، جمعے کے دن خاص نماز سے قبل امام خطبہ پڑھتا ہے پھر تمام لوگ صف باندھ کر نماز ادا کرتے ہیں۔ رمضان کے مہینے کے آخری دس دن میں اعتکاف کے لیے مسجد میں ٹھہرتے ہیں۔

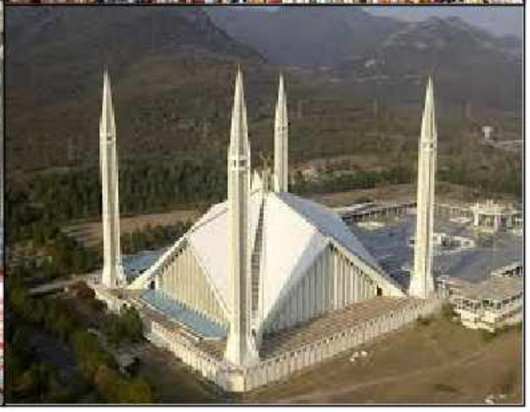

گرجاگھر

مسیحیت میں عبادت گاہ کو چرچ یا گرجاگھر کہا جاتا ہے۔ جو ایک چورس یا مستطیل ہال ہوتا ہے جس کے اوپر درمیان میں یا ایک کونے پر مینار ہوتا ہے۔ ہال کے اندر حضرت یسوع مسیح کی مصلوب تصویر یا حضرت مقدسہ مریم علیہ السلام کا مجسمہ نصب ہوتا ہے۔ دیواروں پر پتھر یا لکڑی سے کندہ تصاویر آویزاں ہوتی ہیں۔ چرچ کے باہر یا اس کے سامنے والے حصے میں صلیب بنی ہوتی ہے۔

مسیحی گھر جاگھروں میں عبادت کرتے ہیں، مقدس کتاب پڑھتے ہیں اور مقدس گیت گاتے ہیں۔ گرجاگھروں میں بیٹھنے کے لیے کرسیاں یا بینچیں رکھی ہوتی ہیں۔ اتوار مسیحیت میں خاص عبادت کا دن شمار ہوتا ہے۔

مندر

ہندوؤں کی پوجا کے لیے مندر ایک چورس یا مستطیل ہال پر مشتمل ہوتا ہے، جس میں ایک یا ایک سے زیادہ چھوٹے چھوٹے کمرے ہوتے ہیں جن میں مورتیاں رکھی ہوتی ہیں۔ اس چھوٹے کمرے کے اوپر اونچی نوک دار چوٹی والا یعنی مخروطی شکل کا ایک شکھر ہوتا ہے۔ جو اپنی اونچائی کے ساتھ باریک ہوتا جاتا ہے۔ جس کے اوپر کلس چڑھی ہوتی ہے، مڑھی میں سنتوں باونوں اور مہاراجوں کی سمادھیاں ہوتی ہیں۔ مندر کا صحن کشادہ ہوتا ہے، جس کے اوپر چورس یا گول گنبد والی ایک تعمیر ہوتی ہے۔

ہندوؤں میں تین اوقات مثلاً: پراتہ کال، مدھیان، اور سایم کال پوجا کا رواج ہے، ہندوؤں کے مندروں میں دن کے وقت بھجن، کیرتن اور ست شاستر پڑھے جاتے ہیں اور سورج غروب ہوتے وقت بڑی آرتی ہوتی ہے۔

پگوڈا

بودھ دھرم کی عبادت گاہوں کو بھی مندر ہی کہا جاتا ہے، لیکن عمارت کے نقشے کے اعتبار سے مختلف ممالک اور زبانوں میں اس کے الگ الگ نام ہیں۔ بودھ مت کے پجاریوں کے لیے بنے ہوئے مندر، مڑھیاں، مٹھ یا پگوڈا میں مہاتما گوتم بودھ کے مجسمے رکھے ہوتے ہیں، جن کے چھت پر ہندؤں کے مندر کی طرح مخروطی شکل کا شِکھر ہوتا ہے۔ مڑھیوں میں باونوں یعنی پوجاریوں کے لیے رہائشی کمرے، یوگ اور پوجا کی جگہیں بھی ہوتی ہیں۔ بودھ مت کے مندروں اور مڑھیوں میں بھی بھجن گائے جاتے ہیں، پوجا کی جاتی ہے اور مقدس کتابیں بھی پڑھی جاتی ہیں اور بعض جگہوں پر بجارے اور بھگت یوگ اور دھیان کرتے ہیں۔

جین مندر

جین مت کے مندر بھی بالکل ہندومت کے مندروں کی طرح ہوتے ہیں، جن کے چھتوں پر شکھر یا گنبد ہوتے ہیں، بڑے بڑے جین مندروں میں اونچی چوٹیاں اور خوبصورت گنبد بھی بنے ہوتے ہیں۔

کینسہ

یہودیوں کی عبادت گاہ کا نام کنیسہ ہے جس کو یہودی بیت تفلیہ یا بیت کنیست کہتے ہیں جبکہ اسے انگلش میں شول (Shul) اور یونانی زبان میں سیناگوگ (Synagogue) کہاجاتا ہے۔ جو ایک لمبے ہال پر مشتمل ہوتا ہے جس کے اوپر بڑا گنبد بناہوا ہوتا ہے۔ یہودی دن رات میں تین مرتبہ عبادت کرتے ہیں جو کہ صبح، سہہ پہر اور شام کے وقت کنیسہ میں جمع ہو کر ادا کی جاتی ہے۔

گردوارا

سکھوں کی عبادت گاہ گردوارا ایک یا دو تین منزلہ عمارت پر مشتمل ہوتی ہے۔ جس کے اوپر گنبد اور کونوں پر مینار ہوتے ہیں۔ گردوارے میں گرنتھ صاحب، رس لنگر، کیرتن اور شیوا چلتی رہتی ہے۔

سکھوں کے گردوارے میں گرنتھ صاحب کا پاٹھ کیا جاتا ہے اور بھجن گا کر کیرتن کیے جاتے ہیں اور آخر میں لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔

ان تمام اہم مذاہب کی عبادت گاہوں کی تعمیر اور عبادت کے طریقوں میں اگر چہ تھوڑا بہت فرق ہے لیکن تمام مذاہب کے ماننے والے حقیقت میں ایک ہی مالکِ حقیقی کی بندگی کرتے ہیں۔

جس معاشرے کے رہنما خوف خدا رکھنے والے اور مخلوق خدا سے پیار کرنے والے ہوتے ہیں ان کے اثرات پوری عوام پر ہوتے ہیں۔ ان کے رویوں میں مثبت تبدیلی رونما ہوتی ہے۔

بندگی کرنے سے روح کو راحت اور دل کو سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ جو شخص مالکِ حقیقی کو یاد رکھتا ہے وہ کبھی بھی گمراہ نہیں ہوتا اس کی ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ جب وہ ہر کام کی ابتدا مالکِ حقیقی کے نام سے کرتا ہے تو اس کا کام برکت والا ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے بے حد آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ تمام اہم مذاہب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ہر مشکل اور مرض کا علاج مالکِ حقیقی کے نام میں پوشیدہ ہے جو بھی اس کا نام لیتا ہے اسے کامل یقین ہو جاتا ہے کہ وہ اس کی پناہ میں ہے۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

انسانی زندگی پھولوں کا بستر نہیں بلکہ دکھ سکھ کا جہان ہے، جہاں انسان کو کبھی خوشیاں نصیب ہوتی ہیں تو کبھی اسے تکالیف اور مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسی مشکل گھڑیوں میں اسے مالکِ حقیقی ہی یاد آتا ہے اور وہ اپنی مذہبی عقائد کے اعتبار سے عبادت گاہ جا کر اکیلے یا اجتماعی طور پر عبادت بجالاتا ہے جس سے اسے دلی سکون میسر ہوتا ہے۔

ہر مذہب کی عبادت گاہ اپنی منفرد حیثیت کی ہوتی ہے جو مستطیل، چورس، لمبے ہالوں، ایک یا زیادہ منزلوں، گنبدوں اور میناروں پر مشتمل ہوتی ہے، ہر عبادت گاہ اپنے مذہبی اصولوں کے مطابق مورتیوں، بتوں، مجسموں، شکلوں یا تصاویر سے مزین ہوتی ہے۔ البتہ مسجد میں یہ تمام چیزیں نہیں ہوتیں۔ مسجد میں کسی بھی جاندار چیز کی تصویر لانا بھی جائز نہیں ہے۔

مسلمان روزانہ پانچ وقت مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں۔ مسیحیت کے پیروکار گرجا گھر میں مقدس کتاب پڑھتے اور گیت گاتے ہیں۔ مندروں میں ہندو دھرم کے ماننے والے دن میں بھجن کیرتن اور ست شاستر پڑھتے ہیں، بودھ دھرم کے مندروں اور مڑھیوں میں بھی بھجن گائے جاتے ہیں۔ گردوارے میں سکھ مت کے ماننے والے گرنتھ صاحب کا پاٹھ کرتے ہیں اور یہودی دن رات میں تین مرتبہ بیت کنیسہ میں عبادت کرتے ہیں۔

ان تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کی تعمیر اور عبادت کے طریقوں میں اگر چہ تھوڑا بہت فرق ہے لیکن سب ایک ہی مالکِ حقیقی کی پرستش کرتے ہیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. عبادت گھر سے کیا مراد ہے؟
2. گرجاگھر کے کیا نام ہیں اور اس کا نقشہ کس طرح ہوتا ہے؟
3. مسجد کی بناوٹ کس طرح ہوتی ہے؟
4. مندر کیا ہے اور کن مذاہب کی عبادت گاہ ہے؟
5. سکھوں کے گردوارے میں کون کون سی رسوم ہوتی ہیں؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. اہم مذاہب کے عبادت گاہوں کا تعارف بیان کریں؟
2. اہم مذاہب کی عبادتوں کے نام اور طریقے بیان کریں؟

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. مسلمان دن اور رات میں نمازیں پڑھتے ہیں:

(الف) فجر اور ظہر (ب) عصر اور مغرب
(ج) عشاء (د) یہ تمام

2. مسیحیت میں عبادت کا خاص دن ہے:

(الف) جمعہ (ب) سنیچر
(ج) اتوار (د) پیر

3. یہودیوں کی عبادت دن میں ہوتی ہے:

(الف) دو مرتبہ (ب) ایک مرتبہ
(ج) تین مرتبہ (د) چار مرتبہ

4. ہندو دھرم، جین دھرم اور بودھ دھرم کی پوجا ہوتی ہے:

(الف) مندر میں (ب) گرجاگھر میں
(ج) مسجد میں (د) کنیسہ میں

5. گردوارے میں مقدس کتاب کا پاٹھ کیا جاتا ہے:

(الف) بائبل کا (ب) گیتا کا

(ج) قرآن مجید کا (د) گرو گرنتھ صاحب کا

سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ وطالبات کو دنیا کے اہم مذاہب میں مروجہ عبادتوں، ان کے ناموں، عبادت گاہوں اور ان کے ناموں سے متعلق ایک مذاکرہ منعقد کریں جس میں ہر ایک طالب علم کو درج ذیل عنوانات میں سے کسی ایک پر اسائنمینٹ پیش کرے۔ مثلاً:

- ★ اہم مذاہب میں عبادت اور پوجا۔
- ★ اہم مذاہب کی عبادت گاہوں کے نام۔
- ★ اہم مذاہب کی عبادتوں میں یکسانیت۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کو یہ سمجھایا جائے کہ اہم مذاہب میں عبادت کرنے کے لیے عبادت گاہ کی کیا اہمیت ہے اور عبادت گاہ کے علاوہ کس طریقے سے مالکِ حقیقی کو راضی کیا جاسکتا ہے۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی

لفظ	معنی	لفظ	معنی
صلیب	عیسائیوں کا مقدس نشان	مصلوب	سولی پر لٹکایا ہوا
پراتہ کال	فجر، پوہ پھوٹنے کے وقت	مدھیان	دوپہر
سایم کال	مغرب، غروب آفتاب کے وقت	کیرتن	ذکر، سکھوں کی مقدس کتاب کا پڑھنا

مذاہب میں پرہیز گاری، رحم دلی، ہمدردی اور سچائی کا تصوّر

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- تمام مذاہب میں پرہیز گاری کی وضاحت کر سکیں۔
- سمجھ سکیں کہ ہمدردی تمام مذاہب کی اساس ہے اور ہر جاندار سے ہمدردی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔
- اس بات کا احساس کر سکیں کہ حد سے زیادہ ہمدردی کا نتیجہ سماجی مسائل کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔
- "جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں ان پر رحم کیا جاتا ہے" کی وضاحت کر سکیں۔
- رحم دلی اور رحم کی اپیل کا فرق بیان کر سکیں۔
- سمجھ سکیں کہ صاحبِ بصیرت بزرگ حضرات رحم اور رحم دلی کے مجسم ہوتے ہیں۔
- جان سکیں کہ رحم دلی سزا کو معتدل بناتی ہے اور تمام مذاہب معاشرے میں سچائی کو قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
- جان سکیں کہ وہ اقوام اور معاشرے جو اخلاقی پستی اور باطل کی راہ پر چلتے ہیں، وہ ہمیشہ تاریخ سے مٹ جاتے ہیں اور ان کا مٹ جانا ہی مقدر ہے۔

پرہیز گاری (Piety) کے معنی یہ ہیں کہ نیک کام کو سرانجام دیتے وقت دل میں مالکِ حقیقی کے لیے عقیدت و احترام جب کہ برے کام کے وقت آدمی کے دل میں سزا کا خوف پیدا ہو جائے۔ ایسی صفت کا حامل شخص اپنی سیرت و فکر اور کردار میں پرہیز گار، سچا، زاہد، نیک، خدا ترس، رحمدل، مہربان، ہمدرد، خواہشات پر کنٹرول کرنے والا، رشتہ داروں کا احترام کرنے والا، ملک و قوم کے لیے قربانی دینے والا، مالکِ حقیقی کو ہر دم یاد کرنے والا اور اس کی مخلوق سے محبت کرنے والا ہوتا ہے۔ دنیا کے تمام اہم مذاہب پرہیز گاری کی صفت کو بے حد اہمیت دیتے ہیں۔

اسلام میں انسان کی فضیلت کا معیار اس کی پرہیز گاری والی صفت کو مانا گیا ہے، مسیحیت میں اس خوبی کو مالکِ حقیقی کی طرف سے ایک انمول تحفہ قرار دیا گیا ہے، سناتن دھرم، بودھ دھرم، جین دھرم اور سکھ مذہب میں خود پر قابو رکھنے، دان (خیرات) کرنے اور دیا (رحم) کرنے پر بے حد زور دیا گیا ہے۔

انسان اس جہاں میں خالی ہاتھ آتا ہے اور واپس بھی خالی ہاتھ ہی جاتا ہے، مقدونیہ کے بادشاہ سکندر اعظم کی شخصیت دنیا کے عظیم فاتح حکمرانوں میں شمار ہوتی ہے، اس کے پاس مال و دولت کی کوئی کمی نہ تھی۔ ہزاروں سپاہی اس کے ایک اشارے پر جان قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔ جب اس کی زندگی کا آخری وقت آپہنچا تو سکندر نے وصیت کی کہ "مرنے کے بعد میرے دونوں ہاتھ کفن سے باہر نکال دینا تاکہ دنیا دیکھے کہ دنیا کا ایک عظیم بادشاہ بھی دنیا سے رخصت ہوتے وقت خالی ہاتھ تھا۔" اس لیے جو لوگ اس دنیا کی ناپائیداری کی حقیقت جانتے ہیں اور مستقبل کا ادراک رکھتے ہیں وہ اس دنیا کو ایک مہمان خانہ اور مخلوق دنیا کی خدمت سے مالکِ حقیقی کو راضی کرنے کا ذریعہ جانتے ہیں۔

رحمدلی (Mercy) اور ہمدردی (Compassion): رحمدلی سے مراد ہے کہ اپنے اندر انسانوں اور دوسری مخلوق کے لیے رحم اور شفقت کا جذبہ رکھا جائے۔ جبکہ ہمدردی دوسروں کے دکھوں اور تکالیف کو محسوس کر کے ان کی ہر طرح امداد کرنے کا نام ہے۔

ہر مذہب کا بنیادی مقصد انسانیت کی اخلاقی، روحانی اور دنیوی بہتری کے علاوہ ایک پر امن، پر سکون اور خوشحال معاشرے کا قیام ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے عام لوگوں میں پرہیزگاری، سچائی، رحمدلی، ہمدردی، بردباری، معافی اور عفو درگزر، دوسروں کے لیے قربانی کا جذبہ، ہر ایک کے لیے نیک خواہشات رکھنے اور عام بھلائی جیسے جذبات کا ہونا لازمی ہے۔ یہی صفات اور جذبات ہر مذہب کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہیں۔ خصوصی طور پر ہمدردی کی صفت تو تمام مذاہب کا اولین سبق ہے۔ مقدس کتابوں میں لوگوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ نہ صرف دکھی انسانوں سے ہمدردی کریں بلکہ دیگر مخلوقات مثلاً: جانوروں، پرندوں، کیڑے مکوڑوں اور آبی حیاتیات سے بھی شفقت اور ہمدردی کا رویہ اختیار رکیں۔ کیوں کہ کتابوں میں ان باتوں سے انحرافی کرنے کی ممانعت آئی ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ "جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔"

اگرچہ رحم اور ہمدردی ہر مذہب کی تعلیم ہے تاہم کسی کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی میں احتیاط کرنے بھی بڑی اہمیت ہے کیوں کہ حد سے بڑھ کر کسی کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کرنے سے بعض اوقات کچھ معاشرتی مسائل بھی جنم لیتے ہیں مثلاً: اگر کسی آدمی سے ہمدردی کر کے حد سے بڑھ کر مالی تعاون کر دیا جاتا ہے تو وہ اس کا ناجائز فائدہ اٹھا کر کچھ عرصہ بعد کاہل اور کام چور بن جاتا ہے اسی طرح بعض اوقات خیر خیرات ملنے پر لوگ خود انحصاری کی بجائے بھیک مانگنے کے عادی بن جاتے ہیں اور اسی کو ذریعہ آمدن بنا لیتے ہیں۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ "جس نے بھیک مانگ کر کھایا اس سے محنت مزدوری جاتی رہی۔"

رحمدلی (Mercy) اور رحم (Clemency) کا فرق: رحمدلی کا مطلب ہے غریب، کمزور، بیماروں، ضرورت مندوں اور دکھی لوگوں کی تکالیف اور تکالیف کا احساس کرنا اور ان پر شفقت کر کے اپنے مال و دولت اور اختیار سے ان کی تکالیف کو دور کرنے کی عملی کوشش کرنا۔ جب کہ رحم کھانے (Clemency) کا مفہوم ہے کہ کسی ملزم کو سزا دینے کا فیصلہ کرنا مگر سزا کے فیصلے پر عمل درامد میں ممکن حد تک نرمی اختیار کرنا۔ یہ لفظ ملکی قوانین میں استعمال ہوتا ہے اور موت کے سزا یافتہ مجرموں کو قانون کی طرف سے یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنی سزا کی تخفیف یا معافی کے لیے صوبے کے گورنر یا ملک کے صدر کو رحم کی اپیل (Clemency Appeal) کے لیے درخواست پیش کریں، اس حق کا استعمال کرتے ہوئے ملزم رحم کی درخواستیں کرتے رہتے ہیں پھر کچھ کو سزا میں تخفیف ملتی ہے کچھ کو معافی مل جاتی ہے اور کچھ مجرموں کی درخواست رد کر کے سزا کو برقرار رکھا جاتا ہے۔

تاریخ کا مطالعہ کرنے والے اساتذہ کرام اور ماہرین کا کہنا ہی کہ تاریخ خود کو دہراتی رہتی ہے، جس ملت و ملک یا معاشرے کے افراد بد کرداری یا اخلاقی پستی کا شکار ہوتے ہیں وہ صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے ہیں اور اپنی بقا برقرار نہیں رکھ پاتے۔ اس لیے ہمیں تاریخ سے سبق سیکھنا چاہیے اور معاشرے کے ایسے افراد کو اپنا رول ماڈل بنانا چاہیے جو سچے، پرہیز گار، نیکوکار، صاحب بصیرت اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے مالک ہوں۔ اور ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

پرہیز گاری (Piety) کے معنی ہیں کہ نیک کام کو سرانجام دیتے وقت دل میں مالکِ حقیقی کے لیے عقیدت و احترام جبکہ برے کام کے وقت آدمی کے دل میں سزا کا خوف پیدا ہو۔ اس صفت کا حامل شخص اپنی سیرت و فکر اور کردار میں پرہیز گار، سچا، زاہد، نیک، خداترس، رحمدل، مہربان، ہمدرد، خواہشات پر کنٹرول رکھنے والا، رشتے داروں کا احترام کرنے والا، ملک و ملت کے لیے قربانی دینے والا، مالکِ حقیقی کو ہر دم یاد کرنے والا اور اس کی مخلوق سے محبت کرنے والا ہوتا ہے۔ دنیا کے تمام اہم مذاہب پرہیز گاری کی صفت کو بے حد اہمیت دیتے ہیں۔ دنیا کے عظیم فاتح سکندر اعظم نے وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد میرے دونوں ہاتھ کفن سے باہر کر دینا تاکہ دنیا دیکھے کہ ایک عظیم بادشاہ بھی دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے خالی ہاتھ تھا۔ جس ملت و ملک یا معاشرے کے افراد بد کرداری، اخلاقی پستی کا شکار ہوتے ہیں، وہ صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے ہیں۔ اس لیے ہمیں تاریخ سے سبق سیکھنا چاہیے اور معاشرے کے ایسے افراد کو اپنا رول ماڈل بنانا چاہیے جو سچے، پرہیز گار، نیکوکار، صاحب بصیرت اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے مالک ہوں اور ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. پرہیز گاری کیا ہے؟
2. سکندر اعظم نے کیا وصیت کی تھی؟
3. رحم کی اپیل سے کیا مراد ہے؟
4. ہمدردی کے بارے میں مذاہب کا کیا تصور ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. پرہیز گاری کے معنی اور مفہوم کو تفصیل سے بیان کریں۔
2. رحمدلی کے مطلب کی وضاحت کریں۔
3. ہمدردی کے فوائد و نقصانات تحریر کریں۔

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. مالکِ حقیقی کے لیے نیک عمل کے دوران عقیدت و احترام جبکہ برے کام کے وقت سزا کا خوف رکھنے کا نام ہے:

(الف) پرہیز گاری (ب) ہمدردی
(ج) رحمدلی (د) بردباری

2. جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر:

(الف) رحم کیا جائے گا (ب) رحم نہیں کیا جائے گا
(ج) آسانی کی جائے گی (د) مشکل کی جائے گی

3. حد سے زیادہ ہمدردی کرنے کے سبب:

(الف) فائدہ ہوتا ہے (ب) نقصان ہوتا ہے
(ج) مسائل پیدا ہوتے ہیں (د) ترقی ہوتی ہے

4. دوسروں کی تکلیف اور مصیبت کے احساس کا نام ہے:

(الف) دیانت داری (ب) سچائی
(ج) خوبصورتی (د) ہمدردی

5. موت کی سزا معاف کروانے کے لیے دی جانے والی درخواست کہلاتی ہے:

(الف) عرض نامہ (ب) دعوت نامہ

(ج) رحم کی اپیل (د) درخواست

سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ وطالبات ذیل میں دی گئی اصطلاحات کی مختصراً وضاحت تحریر کریں:

پرہیزگاری(Piety)______________________

ہمدردی(Compassion)________________

رحم(Mercy)________________________

رحم کی اپیلClemency________________

ہدایات برائے اساتذہ کرام

دنیا کے اہم مذاہب میں پرہیزگاری، رحمدلی اور سچائی کے بارے میں طلبہ وطالبات کو ریسرچ ورک دیا جائے، جس میں انٹرنیٹ کے مدد سے ہر مذہب میں ان صفات کا تعارف پیش کیا جائے۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	معنی	لفظ	معنی
پستی	نیچائی، گہرائی	صاحب بصیرت	عقل مندی والا
خود انحصاری	خود میں سمانا	تخفیف	کمی، کم کرنا

احتساب اور انسانی کردار پر اس کا اثر

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ

- احتساب کی ضرورت بیان کر سکیں۔
- جان سکیں کہ مالکِ حقیقی کے فرمان کے مطابق ہر انسان اپنے اعمال کا خود ذمے دار ہے۔
- یہ بات سمجھ سکیں کہ ایک آدمی کو اپنے کیے ہوئے کاموں کی ذمے داری اٹھانے کے لیے بے حد ہمت اور مضبوط کردار کی ضرورت ہوتی ہے۔
- کردار کی امتیازی خصوصیات کی وضاحت کر سکیں۔
- اس بات کا احساس کر سکیں کہ احتساب کی طرف فطری انداز میں قدم اٹھانے سے اختیارات کا منصفانہ استعمال اور ذمے داریوں کو ایمان داری اور بے خوفی سے ادا کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔

لفظ احتساب (Accountablility) کے معنی ذمے داری اور جواب دہی کے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی خود کو سونپی گئی ذمے داری اور کیے گئے کاموں کی جواب داری قبول کرے، اور اعلیٰ اختیاری یا نگران محکمہ اس سے سونپی گئی ذمے داری یا کام سے متعلق باز پرس کرے تو وہ ایک فریضہ سمجھتے ہوئے اس کی وضاحت پیش کرے کہ اس نے اپنی ذمے داری کو کس انداز سے سر انجام دیا۔ اس کے اخراجات سامنے لائے اور یہ بھی واضح کرے کہ اس نے کس حد تک مطلوبہ نتائج حاصل کیے ہیں۔

دنیا میں انسان کو مالکِ حقیقی کی طرف سے بے شمار نعمتوں سے نوازا گیا ہے اور معاشرہ بھی اسے بہت سی سہولتیں فراہم کرتا ہے، ملکی اعتبار سے بھی اسے کئی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ ان تمام چیزوں کو وہ روزمرہ کی زندگی میں استعمال کرتا ہے، حقوق کے ساتھ فرائض کی انجام دہی بھی لازمی امر ہے۔ ہر آدمی اپنے فرض کی ادائی کے اعتبار سے مالکِ حقیقی، کسی ادارے یا معاشرے کے سامنے جوابدہ ہے۔ تمام مذاہب کی مقدس کتابوں کے اعتبار سے ہر انسان زندگی میں کیے گئے اپنے اعمال کا خود ذمے دار ہے اور مرنے کے بعد مالکِ حقیقی کے سامنے اس کا احتساب ہونا یہ ہر حال ضروری بات ہے اس لیے ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال کی جواب دہی کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

احتساب کی ضرورت: احتساب اس اعتبار سے بھی بے حد ضروری ہے کہ آدمی احساس ذمے داری کے ساتھ سونپا ہوا کام دل و جان سے مکمل کرتا ہے، وقت اور حالات کے مطابق فیصلے لیتا ہے اور اپنی کوششوں کو کامیابی سے ہم کنار کرتے ہوئے نتائج میں تبدیل کرتا ہے۔ اس طرح ہر ادارے کے تمام ملازمین ادنیٰ سے اعلیٰ تک مقرر کردہ مقصد کے حصول کے لیے بھرپور جدوجہد کرتے ہیں۔ ملازمین میں خوداعتمادی پیدا ہوتی ہے اور ان کی اہلیت میں اضافہ ہوتا ہے، ایسے شعور اور مطلوبہ نتائج کے حصول سے ملازمین اور ان کے ادارے کی نیک نامی ہوتی ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایک آدمی کو اپنے اعمال اور فرائض کی ادائی سے متعلق احتساب کے یے بڑی ہمت اور مضبوط کردار کی ضرورت ہوتی ہے، جب وہ اپنے اعمال کی ذمے داری قبول کرتے ہوئے خود کو احتساب کے لیے پیش کرتا ہے تو اس کی ہمت اور مضبوط کردار اس کی شخصیت کے لیے امتیازی پہچان بن جاتے ہیں جس سے اس کی ذاتی اور منسلکہ ادارہ کی نیک نامی ہوتی ہے اور وہ دیگر ملازمین کے یے رول ماڈل بن جاتا ہے۔ اس کے اس فطری اور شعوری رجحان کی بدولت وہ اپنی فرض ادائی میں زیادہ دیانت دار اور بے خوف ہوتا ہے۔ فیصلے کرنے میں کسی کے دباؤ میں نہیں آتا۔ اپنی طاقت اور اختیار کا منصفانہ استعمال کرنے لگتا ہے۔

خود احتسابی: کامیاب لوگوں کا یہ آزمایا ہوا نفسیاتی نسخہ ہے کہ ہر آدمی رات کو سونے سے پہلے اس بات کا تجزیہ کرے کہ اس نے پورے دن میں کون کون سے اچھے کام کیے اور کون سے برے کام اس سے سرزد ہوئے ہیں، لوگوں سے اس کا برتاؤ کیسا رہا اور کن باتوں پر اسے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر اچھے کاموں پر خود کو داد دے اور برے رویوں پر دل میں پشیمانی کا اظہار کرے۔ اسی طرح اپنی خامیوں اور کوتاہیوں کو بہتر کرنے کا عہد کرتے ہوئے مالکِ حقیقی کا نام لے کر سوجائے۔ روزانہ اس طرح کرنے سے اس کی خراب عادتیں اور نامناسب رویے کم ہوتے جائیں گے اور اس طرح خود احتسابی کے عمل کو اپنا معمول بنانے سے وہ ایک کامیاب اور بہترین شخصیت کا مالک بن جائے گا۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

ایک انسان کی طرف سے اپنی ذات اور سونپی ہوئی ذمے داری کی جواب دہی قبول کرنے کا نام "احتساب" ہے۔ احتساب کی اس وجہ سے بے حد اہمیت ہے کہ آدمی احتساب کے خوف سے لوگ اپنی ذمے داری کو منصفانہ انداز میں سرانجام دیتا ہے اور اس کی تکمیل کے لیے بھرپور جدوجہد کرتا ہے، اسی طرح ہر انسان کو مالکِ حقیقی کے احکامات کو پورا کرنے کے لیے بھی احتساب کی ضرورت ہے۔ ان دونوں طریقوں سے ایک انسان اپنی ذات اور معاشرے میں مثبت تبدیلی لا سکتا ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. احتساب کی تعریف بیان کریں؟
2. خود احتسابی کا مطلب کیا ہے؟
3. احتساب کے کوئی بھی پانچ فوائد بیان کریں؟
4. احتساب کرنے کا اختیار کس کو حاصل ہے؟
5. کیا گھر کا سربراہ احتساب کا اختیار رکھتا ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. معاشرے میں احتساب کیوں ضروری ہے؟
2. احتساب کے بارے میں مذاہب کا کیا کردار ہے؟

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. احتساب کا مطلب ہے:

(الف) جواب دہی (ب) حساب کتاب
(ج) احساس ذمے داری (د) یہ سب

2. ملازمین سے احتساب کرنے کا اختیار حاصل ہے:

(الف) حکومت کو (ب) اعلیٰ اختیار رکھنے والوں کو
(ج) نگران و سربراہ کو (د) ان سب کو

3. احتساب کی وجہ سے لوگ ذمے داری پوری کرتے ہیں:

(الف) دل وجان سے (ب) ایمان داری سے
(ج) دوکھادہی سے (د) بدعنوانی سے

4. کامیاب لوگوں کا نسخہ ہے کہ رات کو سونے سے پہلے خود کا:

(الف) احتساب کرو (ب) کام مکمل کرو
(ج) کھانا کھاؤ (د) بستر صاف کرو

5. خود احتسابی ہوتی ہے:

(الف) خود سے (ب) دوست سے

(ج) نگراں سے (د) ملازم سے

سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

احتساب اور خود احتسابی کا مطلب سمجھانے کے بعد طلبہ و طالبات مختلف شعبوں کے بارے میں احتساب اور خود احتسابی کی چند مثالیں تحریر کر کے استاد / استانی کو دکھائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

احتساب کا مفہوم ذہن نشیں کرانے کے لیے طلبہ کو گھر کے سادہ ماحول کی مثال پیش کی جائے جس میں والد اپنے بڑے بیٹے کو گھر کے ماہانہ اخراجات کی ذمے داری سونپتا ہے۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	معنی	لفظ	معنی
ہم کنار	بغل گیر	امتیازی	تمیز، ترجیح
تجزیہ	تقسیم کرنا، تحلیل کرنا	سرزد ہونا	عمل میں آنا
پیشمانی	غلطی کا احساس		

مذہبی اعتبار سے وقت اور اس کی پابندی کی اہمیت

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- بتا سکیں کہ تمام مذاہب، عبادت کے مقررہ اوقات، وقت کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔
- فلکیات سے متعلق مسائل اور فیصلوں کے وقت، درست وقت کی اہمیت کا احساس کر سکیں۔

ستاروں اور سیاروں کے بارے میں تحقیق کرنے کا نام فلکیات (Astronomy) ہے۔ اس کائنات میں جو بھی سیارے، سیارچے یا ستارے ہیں، ان کی گردش اور بناوٹ کا جو طبیعی اور انسانی معاملات میں اثر ہماری دھرتی اور لوگوں پر ہوتا ہے، اس کا تفصیلی مطالعہ بھی علم فلکیات کے دائرے کار میں آتا ہے۔

پوری کائنات کا خالق ومالک ایک مالکِ حقیقی ہی ہے اور انسان کو اس کی بنائی دنیا کے بارے میں مکمل علم نہیں ہے کیونکہ ہمارے نظام شمسی کی طرح کے اور بھی کئی نظام اس وسیع کائنات میں موجود ہیں، جن کی تحقیق اور مطالعے کے لیے ہزاروں فلکیاتی سائنسدان اور ماہرین اپنی سمجھ اور علم کے مطابق جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں، موجودہ وقت تک انسان زمین کے سیارچے چاند پر اپنے قدم رکھ چکا ہے، اور اب مریخ اور دیگر سیاروں پر کی کوشش میں مصروف ہے۔

نظام شمسی میں موجود تمام سیارے اپنی محوری اور سورج کے گرد والی گردش کرتے رہتے ہیں ساتھ ہی ایک دوسرے سے ایک کشش بھی رکھتے ہیں۔ ان کی گردش اور کشش میں ایسی کمال کی ہنرمندی چھپی ہے کہ ان کے درمیان کبھی کوئی ٹکراؤ پیدا نہیں ہوتا، اگر بالفرض ان کی رفتاری گردش میں ایک سیکنڈ جتنا بھی فرق ہو جائے تو یہ پورا نظام تہس نہس ہو جائے۔ لیکن مالکِ حقیقی نے ان تمام فلکی چیزوں کی حرکت کے اوقات، کشش اور محور کے اندر ایسا توازن پیدا کیا ہے کہ فلکیات کے ماہرین اور سائنسدان بھی حساب لگا کر آئندہ سالوں میں چاند گرہن، سورج گرہن یا دم دار ستارے کے ظاہر ہونے کا درست وقت، سال اور دن بتا سکتے ہیں۔

زمین کی گردش دو قسم کی ہے۔ ایک روزانہ کی گردش اور دوسری سالانہ گردش۔ روزانہ کی گردش میں زمین اپنے مرکز کے گرد لٹو کی طرح گھومتی ہے اور چوبیس گھنٹوں کے اندر اس کا ایک چکر مکمل ہوتا ہے جس کے نتیجے میں زمین پر دن اور

رات نمودار ہوتے ہیں۔ جبکہ سالانہ گردش میں زمین اپنے محور پر سورج کے گرد چکر لگاتی ہے جو ایک سال یا تین سو پینسٹھ دنوں میں مکمل ہوتا ہے، اس گردش کی بدولت موسم تبدیل ہوتے ہیں اور اناج پکتے ہیں۔

زمین چوں کہ نظام شمسی کا حصہ ہے، اس لیے اس کی گردش اور دیگر سیاروں کی حرکات کے اثرات زمین اور اس پر آباد انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر پڑتے ہیں۔ فلکیات اور مذاہب کا تعلق بہت قدیم ہے، فلکیات کے اعتبار سے قدیم مذاہب، ان کی ریتوں رسموں اور عبادات کے طور طریقوں میں فرق ضرور ہوا ہے، لیکن عبادتوں کے اوقات اور وقت کی پابندی کی بڑی اہمیت ہے۔ اسلامی کیلینڈر چاند کی گردش کے مطابق مرتب کیا جاتا ہے، روزہ رکھنے افطار کرنے، نمازوں کی ادائی، عیدین کے تیوہاروں اور حج کرنے میں بھی قمری کیلینڈر کا اعتبار رکھا جاتا ہے، جس میں وقت کی پابندی کو سب سے اہم تصور کیا جاتا ہے، مسیحیت اور یہودیت میں عبادت کے اوقات بھی مقرر ہوتے ہیں، خاص طور پر اتوار کا دن عبادت کے لیے مقرر ہے۔ ہندو دھرم میں پوجا، تیوہاروں کی انجام دہی اور برت کے اوقات ہندی کیلینڈر کی روشنی میں مقرر ہیں۔ اس کے علاوہ شادی برات، جنم، موت، نئے مکان بنانے یا اس میں رہائش اختیار کرنے، دکان کھولنے یا کارخانہ چلانے، سفر پر روانہ ہونے یا اسی طرح کے دوسرے کسی کام کا فیصلہ کرنے کے لیے فلکیات کی ایک شاخ علم جوتش کی جنتری کو سامنے رکھا جاتا ہے اور اس میں موجود وقت اور ہر پل کی پابندی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بودھ دھرم، جین دھرم اور سکھ دھرم میں بھی پوجا پاٹ، برت اور تیوہاروں کے اوقات اور دن تاریخ فلکیات کی روشنی میں طے کیے جاتے ہیں۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ:

سیاروں، سیارچوں اور ستاروں سے متعلق تحقیق کرنے کا نام فلکیات (Astronomy) ہے۔ فلکیات کے خلائی ماہرین اور سائنسدان مالکِ حقیقی کی عطا کردہ عقل اور معلومات کے ذریعے اپنی تحقیق اور جستجو میں مصروف ہیں۔ فلکیات کا مذاہب سے تعلق بہت قدیم ہے، فلکیات کے اعتبار سے قدیم مذاہب، ریتوں رسموں اور عبادات کے طور طریقوں میں فرق ضرور ہوا ہے، لیکن عبادتوں کے اوقات اور وقت کی پابندی کی بڑی اہمیت ہے۔

اسلام میں روزہ رکھنے، افطار کرنے، نمازوں کی ادائی، عیدین کے تیوہار اور حج وغیرہ فلکیات کی روشنی میں مقرر ہیں، مسیحیت اور یہودیت میں عبادتوں کے اوقات اور مذہبی تیوہاروں کی تاریخیں بھی فلکیات کو سامنے رکھ کر طے کی جاتی ہیں، ہندو ازم میں پوجا، تیوہاروں کی انجام دہی اور برت کے اوقات کے ساتھ ساتھ شادی، غمی، جنم اور دیگر اہم فیصلے بھی علم فلکیات ہی کی مدد سے کیے جاتے ہیں، بودھ دھرم، جین دھرم اور سکھ دھرم کی پوجا پاٹ، برت، تیوہاروں کے اوقات اور دن بھی فلکیات کی روشنی میں مقرر ہیں، اس لیے ان تمام مذاہب میں وقت کی پابندی کی بہت بڑی اہمیت ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. علم فلکیات کیا ہے؟
2. عیسوی، ہجری اور ہندی کیلینڈر میں کیا فرق ہے؟
3. موسم، چاند گرہن اور سورج گرہن کا قبل از وقت کیسے پتا چلتا ہے؟
4. آپ کے خیال میں وقت کی پابندی کس طرح ہو سکتی ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. وقت اور تاریخ معلوم کرنے کا فطری طریقہ کیا ہے؟
2. اہم مذاہب کے لحاظ سے وقت کی اہمیت واضح کریں۔

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. ستاروں اور سیاروں کی تحقیق کو کہتے ہیں:

(الف) کائنات (ب) فلکیات
(ج) سائنس (د) کہکشاں

2. زمین کے اپنے محور پر چکر لگانے سے وجود میں آتے ہیں:

(الف) پہاڑ (ب) درخت
(ج) سال، مہینے (د) دن اور رات

3. سورج کے گرد زمین کی محوری گردش مکمل ہوتی ہے:

(الف) ۳۶۵دن میں (ب) ایک سال میں
(ج) بارہ ماہ میں (د) یہ سب

4. روزوں، نمازوں اور عیدین کے تیوہار منانے میں اعتبار ہوتا ہے:

(الف) چاند کا (ب) سورج کا
(ج) زمین کا (د) آسمان کا

5. زمین ایک طرح کا ہے:

(الف) ستارہ (ب) سیارہ

(ج) سیارچہ (د) کہکشاں

سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ وطالبات کو دو گروہوں میں تقسیم کر کے انھیں درج ذیل عنوانات پر کام کرنے کا منصوبہ دیا جائے، جس پر معلومات جمع کر کے استاد کو دکھائیں۔

گروپ	منصوبہ
A	شمسی اعتبار سے کیے جانے والے کام اور ان کی فہرست۔
B	قمری اعتبار سے کیے جانے والے کام اور ان کی فہرست۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کو ان اہم شخصیات کے بارے میں معلومات دی جائے جنھوں نے اپنی زندگی میں وقت کی پابندی سے کامیابی حاصل کی ہو۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی

لفظ	معنی	لفظ	معنی
گردش	حرکت کرنا، چکر لگانا	قمری	ہجرت سے تعلق رکھنے والا
محور	مرکز-دائرہ کار	افطار کرنا	روزہ کھولنا
کشش	کھینچنا	عیدین	دونوں عیدیں عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر